ہجرتِ مدینہ منورہ (حصہ دوم)

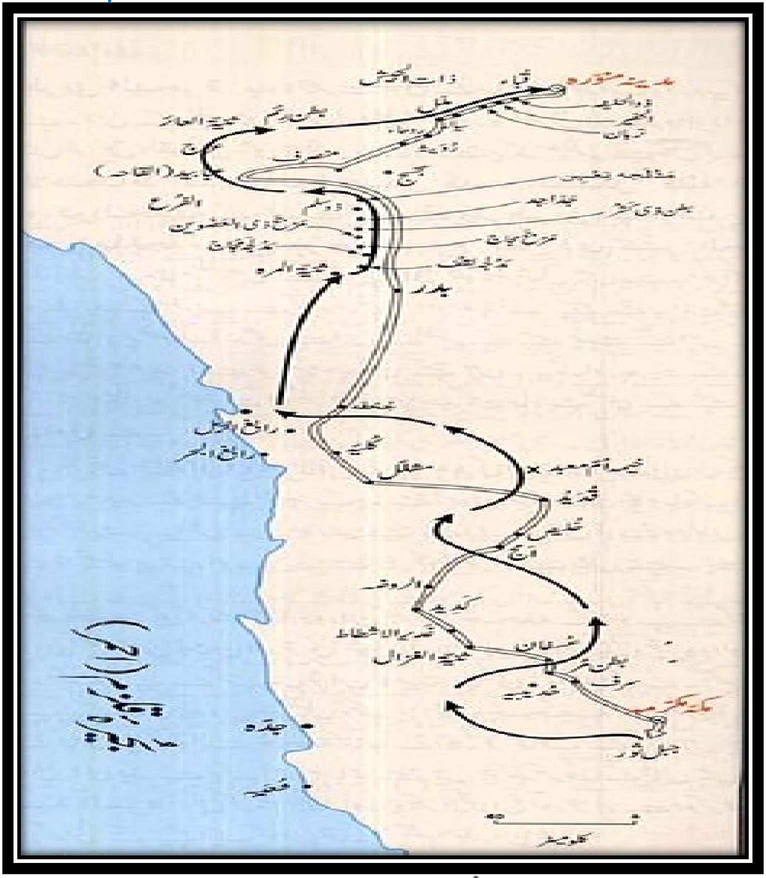

شیخ طریقت متکلم اسلام
مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

علماء دیوبند کے علوم کا پاسبان
دینی و علمی کتابوں کا عظیم مرکز ٹیلیگرام چینل
حنفی کتب خانہ محمد معاذ خان
درس نظامی کیلئے ایک مفید ترین ٹیلیگرام چینل

خانقاہ حنفیہ، مرکز اہل السنۃ والجماعۃ سرگودھا

عنوانات ایک نظر میں

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے سفری انتظامات:........................... 3

گھر سے روانگی:............................... 3

اے مکہ! تو مجھے عزیز ہے لیکن...!.............................. .. 4

مشرکین مکہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے دروازے پر:........................ 5

مشرکین مکہ کی بدحواسی:............................. 5

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا جذبہ محبت: 5

قدمین مبارک پر زخم:............................... 6

کندھوں کی سواری: 6

غار ثور کی صفائی: 7

مشرکین مکہ غار ثور کے دھانے پر:............................. 9

ابو بکر رضی اللہ عنہ کا حزن و غم: 10

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی:.............................. 11

حفاظت کا خدائی بندوبست:.............................. 11

فرشتوں نے پروں سے چھپالیا:............................. . 11

تین دن غار ثور میں:............................... 12

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مشرکین کے محاصرہ کو ناکام بناتے ہوئے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ پہلے ہی سے تیار اور سراپا انتظار تھے۔

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے سفری انتظامات:

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پہلے ہی سے سفر سے متعلق درج ذیل چند اہم انتظامات کیے:

1: چار ماہ پہلے سے دو خوب صحت مند اونٹ تیار کیے۔

2: اندھیری رات میں رستہ بتانے والے ایک شخص (عبد اللہ بن ارقد) کو اجرت پر تیار کیا اور اس سے کہا کہ ٹھیک وقت پر ہمارے پاس یہ اونٹ لے آنا۔

3: اپنے بیٹے عبد اللہ رضی اللہ عنہ کو یہ ذمہ داری سونپی کہ روزانہ رات کے وقت ہمیں قریش کی باتوں اور چہ میگوئیوں کی اطلاع دینا۔

4: اپنی بیٹی حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو کھانا پہنچانے کی ذمہ داری سونپی۔

5: اپنے آزاد کردہ غلام حضرت عامر بن فُہَیرہ رضی اللہ عنہ جو آپ کی بکریاں بھی چرایا کرتے تھے ان کو حکم دیا کہ دن بھر بکریوں کو چرا کر رات کو ہمارے پاس غار میں لے آنا تاکہ ہم ان کا دودھ پی سکیں۔

گھر سے روانگی:

یکم ربیع الاول جمعرات تھی، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ جب گھر سے نکلنے لگے تو اس وقت گھر میں موجود جتنی رقم تھی سب اپنے ساتھ رکھ لی۔ آپ

کے والد ابو قحافہ عثمان نابینا تھے اور کافی بوڑھے تھے اور ابھی تک مسلمان بھی نہیں ہوئے تھے۔ انہوں نے اپنی پوتی سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے کہا: بیٹی! میرا خیال ہے کہ تمہارا والد تمہیں دوہری تکلیف میں ڈال گیا ہے خود بھی چلا گیا اور گزر بسر کے لیے جمع پونجی بھی اپنے ساتھ لے گیا ہے۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے ان کی تسلی کے لیے فرمایا کہ دادا جان! وہ ہمارے لیے بہت کچھ چھوڑ گئے ہیں۔ ابو قحافہ نے کہا کہ کہاں ہے؟ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے چند پتھر لے کر اس گھڑے میں ڈال دیے جس میں دراہم و دینار جمع ہوتے تھے اور ان کے اوپر ایک کپڑا رکھ دیا اور دادا کا ہاتھ پکڑ کر اس گھڑے پر رکھ دیا۔ ابو قحافہ ٹٹول کر کہنے لگے: اب اتنی پریشانی نہیں۔

اے مکہ! تو مجھے عزیز ہے لیکن...!

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبۃ اللہ کی طرف رخ مبارک کرتے ہوئے فرمایا: اے مکہ! تو مجھے روئے زمین کی آبادی میں سے سب سے زیادہ عزیز ہے لیکن تیرے باشندے مجھے یہاں رہنے نہیں دیتے اگر یہ لوگ میرے ساتھ ایسا سلوک نہ کرتے تو میں یہاں سے کبھی نہ جاتا۔ کسے معلوم تھا آج مکہ کی فضا کئی سال کے لیے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمتوں، برکتوں اور ضیاپاشیوں سے محروم ہونے جارہی ہے۔ اس موقع پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:

وَ كَاَيِّنۡ مِّنۡ قَرۡيَةٍ هِىَ اَشَدُّ قُوَّةً مِّنۡ قَرۡيَتِكَ الَّتِىۡۤ اَخۡرَجَتۡكَ ۚ اَهۡلَكۡنٰهُمۡ فَلَا نَاصِرَ لَهُمۡ ﴿۱۳﴾

سورۃ محمد، رقم الآیۃ: 13

ترجمہ: اور بہت سی بستیاں ایسی تھیں کہ جو طاقت میں آپ کی اس بستی سے

زیادہ تھیں جس کے رہنے والے لوگوں (مشرکین مکہ) نے آپ کو گھر سے بے گھر کیا۔ ہم نے ان بستیوں کو ہلاک کر دیا اور ان کو کوئی بچانے والا نہ ملا۔

مشرکین مکہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے دروازے پر:

دوسرے دن جب قریش کو یہ بات معلوم ہوئی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مکان میں موجود نہیں تو سب سے پہلے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے گھر آئے کیونکہ انہیں یہ بات اچھی طرح معلوم تھی کہ نبی اور صدیق ہمیشہ ساتھ ساتھ رہتے ہیں (اب تک ساتھ رہتے ہیں اور ہمیشہ کے لیے ساتھ ہی رہیں گے) دروازے پر دستک دی، حضرت اسماء رضی اللہ عنہا باہر تشریف لائیں۔ ابو جہل نے پوچھا کہ تمہارا باپ کہاں ہے؟ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے فرمایا: وہ کہیں گئے ہیں لیکن جاتے وقت وہ (ساری تفصیل) بتا کر نہیں جاتے۔ ابو جہل نے غصے کی وجہ سے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے چہرے پر تھپڑ مارا۔

مشرکین مکہ کی بدحواسی:

جب یہ یقین ہو گیا کہ نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور نہ ہی ابو بکر رضی اللہ عنہ۔ تو ہر طرف تلاش شروع کر دی۔ مکہ کا چپہ چپہ چھان مارا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کی پر اسرار عدم موجودگی ان کی حسرت و پریشانیوں میں اضافہ کا باعث بنی۔ حسرت یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ہاتھ سے بچ نکلے ہیں اور پریشانی یہ کہ اتنے شدید محاصرے سے کیسے نکلے؟

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا جذبہ محبت:

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ مکہ سے

جبل ثور کی جانب چلے تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کبھی آپ کے آگے آگے چلتے، کبھی پیچھے کی جانب، کبھی دائیں جانب اور کبھی بائیں جانب۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی وجہ پوچھی تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! جب یہ خدشہ ہوتا ہے کہ کہیں کوئی دشمن سامنے سے آپ پر حملہ نہ کردے تو دوڑ کر آگے آجاتا ہوں، جب یہ اندیشہ ہوتا ہے کہ کوئی پیچھے سے وار نہ کرے تو پیچھے آجاتا ہوں، جب یہ کھٹکا ہوتا ہے کہ کوئی دائیں جانب سے کوئی نقصان نہ پہنچائے تو دائیں جانب آجاتا ہوں اور جب یہ خوف ہوتا ہے کہ کوئی بائیں جانب سے آپ کو تکلیف نہ پہنچائے تو بائیں جانب آجاتا ہوں۔

قدمین مبارک پر زخم:

رات کی تاریکی میں پتھریلی زمین پر چلنے کی وجہ سے دونوں (نبی و صدیق) کے پاؤں زخمی ہوگئے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا انگوٹھا مبارک زیادہ زخمی ہوا، خون مبارک بہنے لگا جس سے نعلین مبارک بھر گئی۔

کندھوں کی سواری:

جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خون بہہ رہا ہے تو رہا نہ گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھ کر عرض کرنے لگے: یارسول اللہ! آپ میرے کندھوں پر سوار ہو جائیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اس جاںنثار، وفادار کی دل جوئی کے لیے کندھوں پر سوار ہوئے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے آپ کو اٹھایا اور غار ثور تک جا پہنچے۔

غارِ ثور کی صفائی:

جبل ثور میں ایک پرانا غار تھا اور اسی پہاڑ کے نام کی وجہ سے غار کا نام بھی غار ثور پڑ گیا تھا۔ عام طور پر چونکہ لوگ اپنے مکانوں میں رہتے ہیں غاروں میں نہیں رہتے اس لیے وہ مختلف حشرات الارض کا مسکن بنا ہوا تھا۔

عَنْ عُمَرَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ ذُكِرَ عِنْدَهُ أَبُو بَكْرٍ فَبَكٰى وَقَالَ: وَدِدْتُّ أَنَّ عَمَلِي كُلَّهُ مِثْلُ عَمَلِهِ يَوْمًا وَاحِدًا مِنْ أَيَّامِهِ وَلَيْلَةً وَاحِدَةً مِنْ لَيَالِيهِ أَمَّا لَيْلَتُهُ فَلَيْلَةٌ سَارَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْغَارِ فَلَمَّا انتهيا إِلَيْهِ قَالَ: وَاللّٰهِ لَا تَدْخُلُهُ حَتّٰى أَدْخُلَ قَبْلَكَ فَإِنْ كَانَ فِيهِ شَيْءٌ أَصَابَنِي دُونَكَ فَدَخَلَ فَكَسَحَهُ وَوَجَدَ فِي جَانِبِهِ ثُقْبًا فَشَقَّ إِزاره وَسَدَّهَا بِهِ وَبَقِيَ مِنْهَا اثْنَان فألقمهما رِجْلَيْهِ ثُمَّ قَالَ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ادْخُلْ فَدَخَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوُضِعَ رَأسه فِي حجره وَنَامَ فَلُدِغَ أَبُو بَكْرٍ فِي رِجْلِهِ مِنَ الْجُحر وَلم يَتَحَرَّك مَخَافَةَ أَن ينتبه رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَقَطَتْ دُمُوعُهُ عَلَى وَجْهِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: «مَا لَكَ يَا أَبَا بَكْرٍ؟» قَالَ: لُدِغْتُ فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي فَتَفَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَهَبَ مَا يَجِدُهُ ثُمَّ انْتَقَضَ عَلَيْهِ وَكَانَ سَبَبَ مَوْتِهِ ۔۔۔ الخ

مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، رقم الحدیث:6034

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں مروی ہے کہ ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ کے سامنے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا تذکرہ ہوا۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ رو پڑے۔ اور فرمانے لگے کہ میری ساری زندگی کے نیک اعمال

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی ایک دن اور ایک رات کے اعمال کے برابر ہو جائیں۔ رات تو وہ والی جس میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت والا سفر کیا اور غار ثور تک پہنچے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اس میں داخل ہونے لگے تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے آپ کو قسم دے کر عرض کی: اے اللہ کے رسول! پہلے مجھے داخل ہونے دیجیے تاکہ اگر کوئی موذی (تکلیف دینے والی) چیز موجود ہو تو اس کی تکلیف مجھے پہنچے اور آپ محفوظ رہیں۔ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم غار میں جانے سے رک گئے) حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ غار میں داخل ہوئے اور اس کی اچھی طرح صفائی کی، جہاں سوراخ وغیرہ نظر آئے اپنے چادر کو پھاڑ کر ان سوراخوں کو بند کیا۔ دو سوراخ باقی رہ گئے جس کو بند کرنے کے لیے کوئی چیز نظر نہ آئی تو اپنے پاؤں کی ایڑیاں ان پر رکھ دیں۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ اندر تشریف لائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اندر تشریف لائے اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی درخواست پر ان کی گود میں سر مبارک رکھ آرام فرمانے لگے۔ (اتفاق سے ان سوراخوں میں سے ایک سوراخ سانپ کی بِل تھا، سانپ نے باہر نکلنے کی کوشش کی تو اس پر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی ایڑی موجود تھی) سانپ نے (باہر نکلنے سے رکاوٹ بننے والی) اس ایڑی کو ڈسا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے درد کی شدت کے باوجود انتہائی صبر وضبط سے کام لیا اور ذرہ برابر اپنے جسم کو حرکت نہ دی کہ کہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آرام میں خلل نہ آئے۔ (لیکن وہ معمولی تکلیف نہ تھی بلکہ سانپ کا زہر تھا جو کمال ضبط کے باوجود) حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی آنکھوں سے آنسو کی شکل میں بہہ پڑا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے آنسو جب رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رخسار مبارک پر گرے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے۔ پوچھا کہ ابو بکر کیا ہوا؟ عرض کی کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان! سانپ نے ڈس لیا ہے۔ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ کہاں ڈنگ مارا ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے جگہ بتائی۔) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی جگہ اپنا مبارک لعاب لگایا سانپ کے زہر اور درد ایک لمبے عرصے کے لیے ختم ہوا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی زندگی کے آخری دنوں میں یہی زہر دوبارہ جسم میں سرایت کر آیا اور اسی کے اثر سے شہادت کے بلند مرتبے پر فائز ہوئے۔

فائدہ: امام علی بن محمد ابو الحسن نور الدین ملا علی قاری (المتوفیٰ:1014ھ) اسی حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

(وَكَانَ) أَيِ: الِانْتِقَاضُ (سَبَبَ مَوْتِهِ) . أَيْ فَحَصَلَ لَهُ شَهَادَةٌ فِي سَبِيلِ اللہ۔

اسی زہر کا دوبارہ سرایت کرنا آپ کی ظاہری موت کا سبب بنا جو کہ در حقیقت اللہ کے راستے میں میں شہادت کا رتبہ ہے۔

مشرکین مکہ غار ثور کے دھانے پر:

دوسری طرف یہ حالات تھے کہ مشرکین مکہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو تلاش کرنے کے لیے دو کام کیے:

1: یہ اعلان کرایا کہ جو شخص محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ابو بکر (رضی اللہ عنہ) کو زندہ گرفتار کر کے لائے یا قتل کر کے لائے گا اس کو ہر ایک کے بدلے میں سو سو اونٹ انعام دیا جائے گا۔

2: کھوجیوں کو بلایا گیا جو قدموں کے نشانات کو دیکھ کر چلنے والے کی منزل

کا پتہ بتاتے ہیں۔

کھوجیوں نے دونوں کے نشانات قدم کو دیکھتے دیکھتے غار ثور کے دھانے تک آ گئے۔ اور کہنے لگے کہ قدموں کے نشانات کے اعتبار سے ان دونوں کا یہاں تک آنا ثابت ہوتا ہے۔ آپ کو جن لوگوں کی تلاش ہے وہ یہیں کہیں موجود ہیں مشرکین پہاڑ پر چڑھ کر ہر طرف متلاشیانہ نگاہوں سے دیکھنے لگے اور بالکل غار کے دھانے پر کھڑے ہو گئے۔

ابو بکر رضی اللہ عنہ کا حزن و غم:

ایسے موقع پر فطری طور پر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ پر حزن و غم کی ایک کیفیت طاری ہوئی۔ قرآن کریم کی تصریح (لَا تَحْزَنْ) کے مطابق یہ کیفیت حزن و غم والی ہے خوف والی نہیں۔یعنی اپنی ذات کا غم نہیں بلکہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا غم تھا۔ اس لیے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابی کو تسلی کے لیے یہ نہیں کہا کہ خوف نہ کرو بلکہ فرمایا کہ غم نہ کرو۔

فائدہ: خوف اور حزن میں بنیادی فرق یہ ہے کہ خوف کا تعلق اپنی ذات سے ہوتا ہے جبکہ حزن کا تعلق دوسرے کی ذات سے۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عصا پھینکا اور وہ اللہ کے حکم سے اژدھا بن گیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس سے اپنی ذات کے بارے میں خوف ہوا کہ کہیں مجھے نقصان نہ پہنچائے۔ اس لیے اس موقع پر اللہ رب العزت نے تسلی دیتے ہوئے فرمایا:

قَالَ خُذْهَا وَ لَا تَخَفْ۔

اے موسیٰ! اس کو پکڑیں اور (اپنی ذات کے نقصان کا) خوف نہ کریں۔

اور یہاں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے تسلی دیتے ہوئے فرمایا

کہ ابو بکر! آپ میرا غم نہ کریں۔

رسول اللہ ﷺ کی تسلی:

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے عرض کی: اے اللہ کے رسول! اگر میں مارا گیا تو اس کا اثر میری ذات اور خاندان تک محدود رہے گا لیکن خدا نخواستہ اگر آپ کو کوئی آنچ آئی تو ساری امت تباہ ہو جائے گی اور مشکل سے دنیا میں اللہ کا نام لینے والا کوئی بچے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو ہر طرح کی تسلی دی۔

حفاظت کا خدائی بندوبست:

اللہ تعالیٰ نے حفاظت کا بندوبست یوں فرمایا کہ کہ مکڑی کو حکم دیا کہ غار کے منہ پر جالا بُن دے۔ اس کے آکر جالا بُن دیا اور جنگلی کبوتروں کی جوڑی کو حکم دیا کہ وہاں اپنا گھونسلہ بنائے انہوں نے وہاں گھونسلہ بنایا اور کبوتری انڈے دے کر ان پر بیٹھ گئی۔

فرشتوں نے پروں سے چھپالیا:

کھوجیوں میں سے کرز بن علقمہ نے کہا کہ قدموں کے نشانات اس غار تک جاتے ہیں لہٰذا ہم اس میں دیکھ لینا چاہیے اس پر امیہ بن خلف نے کہا کہ وہ لوگ یہاں کسی صورت موجود نہیں کیونکہ اگر کوئی آدمی غار میں جاتا تو مکڑی کا جالا ٹوٹ جانا تھا اور جنگلی کبوتر بھی ان لوگوں کے داخل ہونے کی وجہ سے یہاں سے اڑ جاتا۔ لیکن انہی میں سے ایک شخص آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر غار میں دیکھنے لگا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ! ایک شخص ہماری طرف

گھور گھور کر دیکھ رہا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ ہمیں کسی صورت نہیں دیکھ سکتا فرشتوں نے اپنے پروں سے ہمیں چھپا رکھا ہے۔ بالآخر یہ لوگ ناکام ونامراد واپس لوٹے۔

تین دن غار ثور میں:

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ تین دن تک غار ثور میں روپوش رہے۔ تین دن بعد غار سے نکلے اور آگے کی طرف سفر شروع کیا۔ گھر سے نکلتے وقت حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ جو انتظامات کر کے آئے تھے کہ وہ بخوبی پورے ہوتے رہے۔

آپ کے بیٹے عبد اللہ رضی اللہ عنہ دن بھر قریشیوں کے منصوبے سنتے اور رات کو غار ثور میں جا کر ان کی اطلاع آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کر دیتے۔ رات وہیں غار میں گزارتے اور طلوع فجر سے پہلے پہلے مکہ واپس آجاتے۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا رات کو کھانا پہنچاتیں اور طلوع فجر سے پہلے پہلے واپس لوٹ آتیں۔ حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ شام کے وقت بکریوں کو غار تک لے جاتے اور ضرورت کے مطابق انہیں دودھ دوہ کر دے آتے۔

جاری ہے......

والسلام

پیر، 11 اکتوبر، 2021ء